

اسلامی بنکاری۔ ایک اصولی و تجزیاتی مطالعہ

عثمان احمد*

معاصر مغربی علمیاتی تصور کے زیر اثر روایتی معاشرے فلکست و رنخ کا شکار ہیں اور معاشرتی و اخلاقی اقدار کے پیمانے تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔ مذہب کی اجتماعیت میں فیصلہ کن اور جتنی حیثیت ختم ہو کر ایک معاشرتی عامل کی رہ گئی ہے۔ اسلامی ممالک میں مغربی فکر و فلسفہ اور نظامِ معاشرت، معاشرت اور سیاست سکھ رانج الوقت قرار پاچکا ہے اور جہاں دیگر باطل افکار کو اسلامی سنن عطا ہوئی ہے وہیں خالص مغربی سودی ادارے بک کو اسلامی ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ذیل میں اسلامی بنکاری کا ایک اصولی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

اہلیت ادا و جوب کا مسئلہ:

عہدِ جدید کی معاشری ادارتی صفت بندی اور استحکام کا دار و مدار "شخص قانونی" (Legal Person) کے تصور پر ہے۔ جدید مغربی معاشری نظام میں "کمپنی" (Company) ریڈی ہکی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

اسلامی بنکاری کے موئیدین و مجوزین نے مغرب کے "شخص قانونی" کے تصور کو جواز فراہم کر کے فقہاء عظام کے اجماعی موقف کو رد کر دیا، جن کے ہاں انسان کے علاوہ کسی ذی روح کے لیے اہلیت (وجوب و ادا) کا کوئی تصور نہ تھا۔ امام سرخی اپنی کتاب اصول سرخی میں باب کاعنوان باندھتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہلیة الادمی لوجوب الحقوق له و عليه و في الامانة التي حملها الانسان" (۱)

آدمی کی اہلیت (کا بیان) جس کی بنا پر اس پر حقوق و فرائض واجب ہوتے ہیں اور اس امانت (کا بیان) جسے انسان نے

اٹھایا:

مزید لکھتے ہیں:

"ولهذا اختص به الادمی دون سائر الحيوانات التي ليست لها ذمة صالحة" (۲)

اس وجہ سے صرف آدمی کو تمام حیوانات پر خصوصیت دی گئی جن پر کوئی ذمہ صالحین حقوق و فرائض نہیں۔

علامہ بزوی فرماتے ہیں:

"اما اهلية الوجوب فبناء على قيام الذمة وان الادمی يولد وله ذمة صالحة للوجوب"

باجماعت الفقهاء" (۳)

* یک پھر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان۔

جہاں تک الہیت و جوب کا تعلق ہے تو یہ ذمہ (حقوق و فرائض کا عائد ہونا) کے قیام کی بنیاد ہے۔ آدمی پیدا ہوتا ہے تو اس پر بجماع فقہاء ذمہ صالح کا (الہیت کے اعتبار سے) و جوب ہو جاتا ہے۔
امام غزالی ^{المتصفی} میں لکھتے ہیں:

”واما اهلیة ثبوت الأحكام فی الذمة فمستفاد من الانسانیة“ (۲)

لیکن اسلامی بنکاری کے مجوزین علماء نے انسانوں کے ساتھ کمپنی اور بینک کو بھی الہیت و جوب و ادب خش دی اور اس کے نتائج پر غور نہ کیا۔ حالانکہ الہیت ادا و جوب حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ کے سامنے جواب دی کے لیے لمبیڈ کمپنی اور بینک کو کھڑا کیا جائے گا اور جن پر ظلم یا زیادتی ہوئی ہوگی ان کا حساب پورا کیا جائے گا اور پھر کمپنی یا بینک کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ نیز شخص قانونی ہونے کی حیثیت سے کمپنی یا بینک عیسائی، یہودی یا مسلمان بھی ہوتا ہے۔

حلت و حرمت کا جدید تصور:

سلف صالحین اور فقہاء عظام نے قرآن و سنت اور تعامل صحابہ کی روشنی میں حلت و حرمت کے واضح اصول معین کیے اور اور ان کا انطباق بھی واضح اور صریح کیا۔ ان کے ہاں کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے درمیان کوئی صورت نہیں ہے گو کیفیت و شدت میں فرق ہو سکتا ہے۔ لیکن جدید اسلامی بنکاری کے مویدین و مجوزین نے حلت و حرمت کے نئے اصول وضع کیے جن کا سلف صالحین اور فقہاء عظام کے اصولوں کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہے۔

جدید علماء نے حلت و حرمت کا فیصدی اصول وضع کیا۔ ان کے ہاں اگر کسی چیز کا 10% فی صد حصہ حرام اور 90% فی صد حلال پر مشتمل ہو سکتا ہے تو من حیث المجموع وہ حلال ہی ہوگی۔ اور یہ تناسب کم یا زیادہ ہونے پر حکم حلت کا ہی رہتا ہے تا وقت تک ان کے مزعمہ اصولوں کے تحت 100% فی صد حرام نہ ہو جائے۔

سلف صالحین کے ہاں جو کسی شے کو مشکوک یا مشتبہ ہونے کے نتیجے میں رد کرنے کا تصور تھا وہ بعض معاصر علماء کے ہاں باطل قرار پایا۔ اسلامی بنکاری کے مویدین و مجوزین باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ اسلامی بنکاری میں متعدد امور ناجائز ہیں اسلامی بنکاری کو اپنے فیصدی اصول کے تحت حلال ہی گردانتے ہیں۔ اگر اس کو بطور مثال یوں بیان کیا جائے تو ناروا نہ ہو گا کہ جیسے ایک دودھ کے بیٹ میں ایک گلاں شراب ڈال کر کہا جائے کہ اس کا 10% فی صد حرام اور 90% فی صد حلال ہے۔

مغربی فکر و فلسفہ کے زیر اثر بعض معاصر جدید علماء کا دوسرا اصول، حلت و حرمت کو اضافی (Relative) قرار دینا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی بنکاری اس لیے درست ہے کہ اس کے مقابل سودی بینک خالص سودا کا کاروبار کرتے ہیں اور اسلامی بینک اس کے مقابلے میں بلا سود کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا یہ Relatively بہتر ہیں۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ”اهون البليتين“ کے اصول کا کوئی تعلق Relative اصول حرمت و حلت کے ساتھ نہیں۔ ”اهون البليتين“ میں آدمی

بالکراہت ایک چیز کو اختیا کرتا ہے اور اس کو ناجائز اور حرام ہی سمجھ کر اختیار کرتا ہے اور دوسروں کو اس کے اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص نہیں دلاتا۔ لیکن اسلامی بنکاری کے مویدین نے ”اهون البلیتین“ کا ایسا نادر استعمال کیا ہے جس کا سلف صالحین کے ہاں کوئی تصور نہ تھا۔ وہ اسلامی بنکاری کو Relative اصول کے تحت حلال بھی کہتے ہیں اور دوسروں کو اس کے اختیار کرنے کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ”اهون البلیتین“ کی بھی بات کرتے ہیں۔

معیار زندگی کی بلندی اور معاصر اسلامی بنکاری:

جدید مغرب نے انسان کا مقصد زندگی معیار زندگی کو بلند کرنا اور دولت کی بڑھوتری قرار دیا اور ایسا نظام زندگی ترتیب دیا جس میں ان مقاصد کے حصول کے علاوہ زندگی کا کوئی اور مقصد متعین کرنا ناممکن ہو جائے اور ایسے افراد جید دنیا میں اجنبی بن کر رہ جائیں۔ مغرب کے تمام ادارے انہی مقاصد کے حصول و فروغ کے لیے سہولتیں مہیا کرنے کے لیے تشکیل دیے گئے۔ بنک ان مقاصد زندگی کے حصول و فروغ کے لیے بنیادی ادارہ ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی پوری تاریخ اس پر شاہد ہے۔ کارفانگ، لیز نگ، مانکرو فنا نگ، کنزیوم بننگ کی سہولت دینے والے ادارے کا مقصد ایسا معاشرہ تشکیل دینے کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ شخص کو سہولیات اور تعیشات کا عادی بنا کر زندگی معیار زندگی کو بلند کرنے کے مقصد میں لگایا جائے۔ اسلامی بنکاری کی ترویج کرنے والوں نے بنک کے مقاصد و منتج پر غور نہیں کیا۔ مزید برآں اسلامی بنکاری کے مویدین نے سودی بنکوں کی مکمل پیروی کرتے ہوئے تمام ترویی products and services آفرکیں جو سودی بنک آفر کرتے ہیں۔ اور paradigm بھی وہی ہے جو سودی بنکوں کا ہے۔ اسلامی بنکوں میں بھی سودی بنکوں کی طرح قیمت کا تعین اور کمی یا زیادتی وقت (Time) کے ساتھ متعلق (Linked) ہے۔ کیا اس بات کا کوئی امکان ہے کہ اسلامی بنکاری سے فروغ پانے والا معاشرہ وہی ہو گا جو نبی کریم ﷺ کا مطلوب و م محمود معاشرہ ہے۔

درج ذیل احادیث معیار زندگی کو بلند کرنے اور دولت کی بڑھوتری کو مقصد زندگی بنانے کا صراحتاً درکرتی ہیں:

”عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: اللهم ارزق آل محمد وآل عطاف روزي عطا فاما“ (۵)

”حضرت ابو هریرہؓ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو بقدر کاف روزی عطا فاما“

”عن ابن عمر رضي الله عنهما قال أخذ رسول الله ﷺ بعض جسدى فقال يا عبد الله! كن فى الدنيا كانك غريب أو عابر سبيل و اعدد نفسك فى الموتى“ (۶)

”حضرت ابن عمرؓ سے رویت ہے فرمایا اے مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بدن کے کچھ حصے کو پکڑا

(متوجہ کرنے کے لیے) پھر فرمایا اے عبد اللہ دنیا میں اس طرح رہو جیسے پردیسی یا راہ چلتا مسافر اور اپنے

آپ کو مردوں میں شمار کرو،“

”عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ يهزم ابن آدم وتشبّث منه

اثنتان الحرص على المال والحرص على العمر“ (٧)

”حضرت أنس“ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم بورڑا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں، (ایک) مال کی حرص اور (دوسرا) عمر کی حرص“

”عن كعب بن عياض قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان لكل أمة فحشة و فحشة أمتى المال“ (٨)

”حضرت كعب بن عياض“ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ہر امت کا ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے“

”قال رسول الله ﷺ ما ذئبان جائعان أرسلوا في غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدنيه“ (٩)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی گلے میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنے نقصان دہ نہیں ہوتے جتنا کسی آدمی کی مال اور جاہ کی حرص اس کے دین کے لیے نقصان دہ ہیں“

سودی (Interest) مارکیٹ:

اسلامی بنکاری کے مدعاً بنکوں کو بنیادی طور پر Interest Market میں Competition کرنا ہوتا ہے۔ لہذا کسی طور پر بھی ممکن نہیں کہ وہ سودی بنکوں کے مقابلے میں کم منافع اور کم products دے کے زندہ رہ سکیں۔ نیز پاکستان کے تمام اسلامی بینک، سٹیٹ بینک آف پاکستان کے شیڈ ولڈ بینک ہوتے ہیں جو بلاسود بنکاری کا سرے سے مدعاً ہی نہیں۔ مزید براہ ام اسلامی بینک بین الاقوامی مارکیٹ میں سودی بنکوں سے لیں دین اور تجارت عالمی مالیاتی نظام کے تحت کرتے ہیں۔ اور عالمی مالیاتی نظام کے کامل سودی ہونے میں کیا شہر ہے۔ لہذا اسلامی بنکوں کا عالمی مالیاتی نظام کا کامل حصہ ہونے کے باوجود بلاسود بنکنگ کا دعویٰ درست نہیں۔

قرضوں کو فروغ:

تمام سودی یا غیر سودی بنکوں کا بنیادی tool فانسگ ہے جس کی بنیاد Lending یعنی قرض دینا ہی ہے۔ اگرچہ شکلیں اور نام مختلف ہوں۔ اور قرض بھی بنیادی ضروریات کے لینے بکاری تیغات یا سرمائے کے فروغ کے لیے۔ قرض کو فروغ دینے کے لیے اشتہار بازی اسلامی اصولوں اور سنت رسول اللہ ﷺ کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس کے لیے درج ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

”ان النبي ﷺ أو تی بجنازة ليصلی عليه فقال هل عليه من دین قالوا لا فصلی عليه ثم أو تی بجنازة اخری فقال هل عليه من دین قالوا نعم قال صلوا على صاحبکم“ (١٠)

”نبی ﷺ کے پاس جنازہ لایا گیا تاکہ آپ نماز جنازہ پڑھائیں تو آپ نے پوچھا اس کے ذمہ کوئی قرض تھا لگوں نے کہا نہیں تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے پوچھا اس کے ذمہ کچھ قرض تھا لگوں نے کہا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھلو“

بنک بحیثیت مغربی ادارہ:

کوئی بھی ادارہ یا چیز اس کے بانی کے اعتقادی، فکری، اور شافتی اثرات سے خالی اور مبرانہیں ہو سکتی۔ ممکن نہیں ہے کہ کوئی مومن کسی چیز کی بنیاد رکھے اور اس میں اس کے معتقدات اور دینی ترجیحات کا کوئی اثر نہ ہو اور وہ شے بالکل مجرد ہو کر وجود میں آجائے۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ کافر کسی چیز یا ادارہ کو تشکیل دے اور اس کی بنیادوں میں اس کے معتقدات اور دینی افکار و نظریات کا فرمانہ ہو۔ اسی طرح ہر چیز کے کچھ اجزاء ترکیبی ہوتے ہیں جن میں سے کچھ کی حیثیت بنیادی اور کچھ کی ثانوی ہوتی ہے۔ اور اس چیز کی شناخت اس کے اجزاء ترکیبی سے ہوتی ہے اور ان اجزاء ترکیبی کو ختم کر کے اس چیز کا تحقیق نہیں ہوتا بلکہ کوئی اور چیز وجود میں آتی ہے۔

بنک بنیادی طور پر مغربی ادارہ ہے۔ اور مغرب کا معاشی نظام سودا اور قمار پر استوار ہے۔ بینک کی سوالات تاریخ بتاتی ہے کہ سودا اور قمار بنک کا جزو لا ینیک ہیں۔ بینک، سودا اور سود، بنک کا مترادف ہے۔ کسی بینک کے اسلامی ہونے کا امکان نہیں۔ بالفرض اگر ایسا کوئی ادارہ وجود میں آتا ہے تو وہ بینک نہیں ہو سکتا۔

اسلامی بنکوں کا نظم و نسق:

ایک بنیادی سوال جس کی طرف توجہ نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ اسلامی بنکاری کا دعویٰ اکرنے والے بنکوں کا نظام جدید ماہرین معاشیات (Economists) اور بنکاری کے ماہرین (Bank Professionals) چلاتے ہیں یا مفتیان کرام ان بنکوں کو چلا رہے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی بنک بھی جدید ماہرین معاشیات اور پر فیشنروہی چلا رہے ہیں جن کی زندگیاں سودی بنکوں کو چلاتے صرف ہوئی ہیں۔ اور مفتیان عظام کا صرف ان ماہرین کی پیش کردہ صورت حال پر شرعی حکم بتانا ہوتا ہے۔ اس کا عملی اطلاق اور لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ہونے والی Transactions کی حقیقی صورت حال کا مفصل جائزہ لینا مفتیان عظام کے بس کی بات نہیں اور ان میں ماہرین معاشیات کی صلاحیت۔ ایسے کسی ایک بینک کی بھی مثال نہیں پیش کی جاسکتی جو صرف علماء چلا رہے ہوں اور ان میں جدید Economists and Professionals کا کوئی مؤثر عمل دخل نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مفتیان عظام بنکوں کو چلانے میں ان کے مقلد مخفی ہیں اور محض ثانوی حیثیت رکھتے ہیں تو پھر یہ دعویٰ درست نہیں کہ علماء بلا سود بنکاری کا مکمل نظام چلا رہے ہیں۔

مندرجہ بالا اصولی نقد کی روشنی میں اسلامی بنکاری کے نامکن نظر آتی ہے اور بنک جیسے سودی ادارے کی تطبیر کا کوئی امکان نہیں۔

حوالہ جات

- ۱۔ سرخی، ابوکر محمد بن احمد، اصول، تحقیق ابوالوفا افغانی، المکتبہ المدنیہ، ۷-۱، اردو بازار، لاہور، ص۔ ۳۳۲، ج۔ ۲، طبع اول، ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء
- ۲۔ ایضاً، ص۔ ۳۳۳
- ۳۔ بزووی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب، آرام باغ، کراچی، ص۔ ۳۲۲، س۔ ن
- ۴۔ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، ^{المُسْتَصْفی} من علم الاصول، منشورات الشریف الرضی، قم ایران، ص۔ ۸۲، ج۔ ۱، طبع دوم
- ۵۔ بخاری، محمد بن اسحاق علی، جامع صحیح، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۲۳۶۰، ص۔ ۱۱۲۱، طبع دوم، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء
- ۶۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، مندرج، تحقیق احمد محمد شاکر، دارالحدیث القاہرہ، ج۔ ۳، ص۔ ۲۸۹، طبع اول، ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء
- ۷۔ نیشاپوری، مسلم بن حجاج، اصح ائمہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۱۳۱۲، ص۔ ۳۲۱، طبع دوم، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء
- ۸۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، حدیث نمبر ۲۳۳۶، ص۔ ۵۳۲، طبع اول، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء
- ۹۔ ایضاً، حدیث نمبر ۲۳۷۶، ص۔ ۵۳۱
- ۱۰۔ جامع صحیح، حدیث نمبر ۲۲۹۵، ص۔ ۳۶۶